ڈاکٹر سید عبداللہ

الخزائن : فہرستِ مفصّل

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے اکاسی نادر مخطوطاتِ عربی کی فہرستِ مفصل، جو جناب قاضی عبدالنبی کوکب نے مرتب کی ہے، اس کے اہم کوائف کتاب کے تین دیباچوں میں موجود ہیں جن میں سے ایک جناب عبدالرحیم صاحب چیف لائبریرین نے تحریر کیا ہے، دوسرا جناب گروپ کیپٹن سید فیاض محمود صاحب نے، اور تیسرا خود جناب مرتّب نے لکھا ہے۔ خلاصہ اس ساری تفصیل کا یہ ہے کہ یونیورسٹی لائبریری کے گیارہ سو عربی مخطوطات میں ڈھائی سو نسخے فہرستِ مفصل کے لیے چنے گئے ہیں۔ ان میں سے موجودہ جلد میں صرف ۸۱ نادر مخطوطات کی تشریح پیش کی گئی ہے۔

یہ مخطوطات دینی مباحث سے متعلق ہیں اور یہ علومِ قرآنی، اصولِ حدیث، حدیث، اصولِ فقہ، فقہ اور علم الفرائض پر مشتمل ہیں۔ فاضل مرتب نے ان مخطوطات کی خدمت کے لیے چند معیار مقرر کیے ہیں۔

اوّل : خود نوشت یا واحد نسخ کا اصول

دوم : قدیم کتاب کی نایابی یا کمیابی

سوم : کتابت کے لحاظ سے قدامت

چہارم : برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے فضلا کی کتابیں

موجودہ فہرستِ مفصل کا مطالعہ کرنے پر قارئین و ناظرین کو ایسی کتابوں کی تفصیل خود بخود معلوم ہو جائے گی۔ فاضل مرتب نے اپنے دیباچے میں اس کی تفصیلی تشریح کی ہے۔

یہ تفصیلات تو وہ ہیں جو اس فہرست کے قاری کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔ مجھے دو تین باتیں، اس فہرستِ مفصل کے طریقِ انتخاب و تدوین، معیارِ شرح و تفصیل اور اس محنت و انہماک کے بارے میں عرض کرنی ہیں جس کا ثبوت کتاب کے ہر ہر صفحے پر موجود ہے۔ مصنف کی محنت اور دیدہ ریزی اور استیعاب و احاطۂ معلومات کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا میں اس وقت

مخطوطات کی تفصیل نگاری کے جو عمدہ سے عمدہ طریقے رائج ہیں، کوکب کی فہرستِ مفصل ان کے بہترین معیار پر پوری اترتی ہے۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ انھوں نے اسے اردو میں مرتب کر کے، قومی زبان کی ثروت اور وقار میں اضافہ کیا ہے۔

چند سال قبل ایک جرمن مستشرق ہائیمن اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے سلسلے میں مجھے ملا اور اس کے مندرجات پر گفتگو کرتا رہا۔ آخر میں مجھ سے کہنے لگا کیا اچھا ہوتا کہ یہ کتاب جس میں انگریزی ایڈیشن کے مقابلے میں بہت سے قیمتی اضافے موجود ہیں انگریزی ہی میں مرتب ہوتی تاکہ یورپ والے اس سے فائدہ اٹھاتے۔

میں نے ان سے پوچھا، آپ نے ابھی ابھی اپنی کم سے کم پندرہ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے جرمن میں کتنی اور انگریزی میں کتنی ہیں؛ انھوں نے فرمایا سب کی سب جرمن میں ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں، آپ کی کتابیں انگریزی میں ہوتیں تو ساری دنیا فائدہ اٹھاتی۔ اس پر وہ ہنسے اور کہا: علم ایک دولت ہے اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر اور اپنے کنبے کو اس دولت سے بہرہ یاب کرے۔ جس کسی کو ہمارے علم کی ضرورت ہوگی وہ ہمارے پاس آئے گا اور ہماری زبان سیکھ کر ہمارے علم سے فائدہ اٹھائے گا۔ اس کے علاوہ یہ قومی انا کا سوال بھی ہے۔ ہم دوسروں کی زبانوں کو مالامال کرتے رہیں تو ہماری قوم مفلس کی مفلس ہی رہ جائے گی اور کل لوگ ہمیں علمی کنگال کا خطاب دیں گے۔" میں نے سوچا یہ جرمن مصنف کتنا جفا پیشہ نکلا کہ خود تو اپنی قومی انا اور علمی ثروت کا اتنا خیال۔ اور مجھے علمی کنگال سمجھ کر میری غریبی کا مذاق اڑا گیا۔

دراصل یہ قصور اس کا نہیں، قصور ہمارے اپنے تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے کہ کسی نہ کسی عذر سقیم کو خوبصورت مصلحت کی شکل دے کر لکھنے والوں کو اردو سے متنفر کر کے انگریزی میں لکھنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں کہ اس سے دنیا مستفید ہوگی۔ مگر پھر یہی صاحبان وقت آنے پر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اردو میں اعلیٰ کتابیں موجود نہیں۔ ہمارے لکھنے والے انگریزی میں لکھیں تو اردو کی کتاب کہاں سے برآمد ہوگی۔

سچ کہا جرمن مصنف نے کہ جب ہم اپنے گھر کو اپنی دولت سے محروم رکھتے ہیں تو پھر

وہ گھر کنگال نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔

قاضی کوکب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے یہ فہرست مفصل اردو میں لکھی —— البتہ لائبریرین صاحب سے یہ التماس ضرور کروں گا کہ اس کا اشتہار اپنے ملک میں اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں دیں اور باہر کے ممالک میں انگریزی میں دیں تاکہ جسے ہماری اس کتاب کی ضرورت ہو وہ ہماری کتاب بھی خرید لے اور اس کی خاطر اردو بھی پڑھے۔ یہ تو تھا ایک خارجی مسئلہ —— اب میں فہرست مفصل کے طریق تدوین پر گفتگو کروں گا۔

دنیا میں فہرست سازی کے چار اہم طریقے رائج ہیں، ایک طریقہ پروفیسر براؤن کی A HAND-LIST OF MUHAMMADAN MANUSCRIPTS IN CAMBRIDGE. کا ہے جس میں کتاب کے خارجی کوائف، صفحات، سطور، کاتب، تاریخ، کتابت، تقطیع اور مطالب کتاب کا مجمل تعارف، پھر مصنف کا مجمل تعارف مع تاریخ وفات (صرف بعض جگہ) اور ایک آدھ بات کتاب کی اہم خصوصیت سے متعلق ہوتی ہے۔

دوسرا طریقہ ڈاکٹر چارلس ریو (C. RIEU) کا ہے جو انھوں نے برٹش میوزیم کی فہرست مخطوطات کے سلسلے میں اختیار کیا۔ اس میں تفصیلات متوسط ہوتی ہیں، نہ زیادہ مجمل، نہ زیادہ مفصل، لیکن تشفی بخش۔

تیسرا طریقہ، شاہی لائبریری برلن کی فہرست مخطوطات کے مُرتب اہلوارت (W. AHLWARDT) کا، مذکورۂ بالا طریقے کے قریب قریب ہے۔ اس میں ریو کی فہرست کے مقابلے میں تفصیل کچھ زیادہ ہوتی ہے۔

چوتھا طریقہ ہے بانکی پور کی لائبریری کی فہرست کا جو فی الحقیقت سب سے مفصل ہے۔ جس میں مصنف کے مکمل حالات، نسخوں کے مکمل حالات اور ہر قسم کی جزئیات ہوتی ہیں۔

میرا خیال ہے کوکب کی فہرست مفصل، ان سب سے الگ نوع کی ہے جسے آپ چاہیں تو مفصل ترین مع شرح و تنقید، کہہ ڈالیں۔

ہمارا مصنف وہ سب کوائف تو لاتا ہی ہے جو عام مفصل فہرستوں میں ہوا کرتے ہیں لیکن کتاب کے مطالب کے بعض قابل شرح و تنقید حصوں پر نقد و نظر سے بھی کام لیتا ہے اور

کتاب کی اس معنوی حیثیت پر بھی روشنی ڈالتا ہے جو اسلامی علوم کی تاریخ یا مسلمانوں کے کلچر کے کسی خاص حصے کے بارے میں انکشاف کی حیثیت رکھتی ہے۔

فہرستِ مفصل میں مخطوطات کا انتخاب جن اصولوں پر کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں تصنیف شدہ مگر نایاب یا گمنام کتابوں کو خاص طور سے سامنے لایا گیا ہے۔ موجودہ فہرستِ مفصل میں کم از کم گیارہ کتابیں اسی قبیل کی ہیں۔ ان میں سے اکثر فقہ سے متعلق ہیں اور قبل از مغل دور کی ہیں۔ ان میں ایک فتاویٰ غیاثیہ ہے جو غیاث الدین بلبن کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ ایک اور کتاب احتساب کی ہے جس میں قولی اور عملی لغزشوں پر سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ یہاں یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ مغلوں کے پہلے کے دورِ سلطنت میں فقہ و احتساب پر کتابیں زیادہ لکھی گئیں۔ اس پر بعض لوگ حیرانی کا اظہار کرتے ہیں مگر یہ بلا سبب نہ تھا۔ مسلمانوں کی معمولی سی اقلیت نے ایک وسیع اجنبی ملک میں ایک منظم سلطنت قائم کی۔ اس کے استحکام کے لیے دیوانی اور فوجداری اور خصوصی تعزیری ضوابط کی سخت ضرورت تھی۔ پھر اس وسیع آبادی میں سے کچھ لوگ مسلمان بھی ہوتے گئے جنھیں اسلامی معاشرتی سانچوں میں ڈھالنا ضروری تھا۔ ان نومسلموں سے ان کی پرانی عادتیں اور رسم و رواج چھڑانے کے لیے احتساب کے قوانین وضع ہوئے۔ ان حالات میں، فقہ و احتساب پر خاص توجہ دینا استحکامِ سلطنت کے لیے ضروری تھا۔

مصنف نے ہمیں بتایا ہے، کہ اس فہرست کی ۸۱ کتابوں میں سے ۲۷ ایسی ہیں جو جہاں تک انھیں معلوم ہو سکا، دنیا کی کسی اور لائبریری میں موجود نہیں۔ مصنف کو اس نتیجے تک پہنچنے کے لیے خاصی محنت کرنی پڑی اور دنیا بھر کی فہرستوں کو کھنگالنا پڑا۔ اس پر مزید یہ کہ مصنف نے تحقیق کی ایک سطح کو کافی خیال نہیں کیا بلکہ حاصل شدہ نتائج کے بعد جب نئی معلومات حاصل ہوئیں تو استدراکات کی صورت میں انھیں بھی شاملِ کتاب کر لیا ——

کوکب صاحب کی یہ فہرستِ مفصل، فہرست سازی کے جدید ترین مغربی اصولوں کے مطابق مرتب ہوئی ہے۔ مفصل تشریحی دیباچہ، اشاریے، رموز و مخففات، غرض جو جو وضاحتی وسیلے آج اختیار کیے جاتے ہیں، کوکب صاحب نے وہ سب استعمال کیے ہیں —— اور مجموعی لحاظ

سے میں اس کوشش کو فہرست نہیں کہتا، ایک کتاب کا درجہ دیتا ہوں۔

ختم کرنے سے پہلے، میں مختصر الفاظ میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے بہرۂ مخطوطات کی مجمل سی تاریخ بیان کرنا چاہوں گا، تاکہ اس لائبریری کی اہمیت واضح ہو سکے اور ان نامور محسنوں کا بھی کچھ تذکرہ و اعتراف آجائے جنھوں نے ایسا نادر کتب خانہ یہاں لاہور میں جمع کر دیا۔

عربی، فارسی، اردو مخطوطات کے اس شعبے کی ابتدا ۱۹۲۰ میں ۱۷۹ نسخوں سے ہوئی۔ جس میں بعد میں مولانا محمد حسین آزاد کے ۳۸۹ مخطوطے بھی شامل ہو گئے۔ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے ۱۹۴۷ میں ۲۴۷۱ تک —— اور رفتہ رفتہ اب جناب عبدالرحیم صاحب چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی کے بیان کے مطابق دس ہزار کے قریب ہے۔ اس تعداد میں سنسکرت اور ہندی کے ہزاروں نسخے شامل نہیں۔ عربی، فارسی وغیرہ کے ذخیرے میں پیرزادہ، محمد حسین آزاد، پروفیسر شیرانی، پروفیسر آذر اور حکیم عبدالمجید عتیقی کے کتب خانے بھی آگئے۔ اس طرح یہ نادر کتب خانہ جمع ہو گیا اور اب بھی بذریعہ خریداری اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میں بڑی مدت تک مخطوطات کے شعبے میں بطور فہرست ساز متعلق رہا ہوں۔ لہٰذا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا یہ شعبہ مخطوطاتِ قدیم اور نادر نسخوں کے اعتبار سے پہلے نمبر پر نہ سہی دوسرے نمبر پر ضرور ہے۔

اس قیمتی ذخیرے کو جمع کرنے میں پروفیسر محمد شفیع کی جاں فشانی اور لگن، پروفیسر شیرانی کی ماہرانہ بصیرت اور مشورہ اور پروفیسر سراج الدین آذر کے تعاون نے خاص حصہ لیا —— خصوصاً شفیع صاحب کے انہماک کا اعتراف نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ مخطوطات کے انتخاب میں، اور نسخوں کی قدر و قیمت کی شناخت میں، انھیں جو آگاہی میسر تھی اس کی مثال ملنی محال ہے۔ ان کے وہ رجسٹر جنھیں وہ اے اور بی رجسٹر کہا کرتے تھے آج بھی لائبریری کے ریکارڈ میں موجود ہوں گے جن میں وہ خرید کے لیے نسخوں کی رپورٹ درج کیا کرتے تھے۔ ان کی نظر سب سے پہلے قدیم ترین نسخوں پر ہوتی تھی، پھر خود نوشتہ پر، پھر تاریخ کے گمشدہ اوراق پر، پھر شاہی کتب خانوں اور نامور مالکوں کی مہرِ دستخطی پر، پھر تصویر دار اور نامور خطاطوں کے رنگا شتوں پر، پھر خواتین کے لکھے ہوئے پر، پھر برصغیر ہندو پاکستان کے ادب پر، پھر کاغذ

کے کارخانوں پر، پھر سیاہی اور طلاکاری پر —— غرض پرکھنے کے صدہا اصول ان کے مدّنظر ہوتے۔ وہ دراصل محض نسخے جمع نہ کرتے تھے بلکہ عظیم مسلم قوم کے شاندار کلچر کے آثار کو جمع کرکے صنادید عجم کی عمارتوں کو از سرِ نو جوڑنے میں مصروف رہتے۔ خدا تعالیٰ انھیں مغفرت کرے۔

بالکل آخری بات کے طور پر، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس فہرستِ مفصل کے لیے قاضی کوکب کو مبارکباد ملنی چاہیے اور ہم سب کو پنجاب یونیورسٹی اور چیف لائبریرین صاحب کا شکریہ ادا کرکے ان سے درخواست کرنی چاہیے کہ محض اس ایک جلد پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس مفصل سلسلے کو جاری رکھیں تاکہ دنیا مستفید ہو اور صحیح معنوں میں اس ذخیرے سے فائدہ اٹھائے۔

عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ

ترجمہ : شاہد حسین رزاقی

یہ کتاب ڈاکٹر زبید احمد کی گراں قدر تصنیف "دی کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر" کا ترجمہ ہے، جس میں بہت تفصیل سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ عربی ادبیات کے فروغ میں برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں نے کس قدر اہم حصہ لیا ہے۔ اس کتاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، کلام، فلسفہ، ریاضی، ہیئت، طب، تاریخ، لغت، شعر و ادب وغیرہ سے متعلق تصانیف اور مصنفین کا تذکرہ جداگانہ ابواب میں کیا گیا ہے اور چونکہ ان تصانیف میں سے اکثر طبع نہیں ہوئی ہیں۔ اس لیے اس کتاب میں پیش کردہ معلومات کی اہمیت اور زیادہ ہوگئی ہے۔ عربی سے مسلمانوں کے گہرے روحانی تعلق اور کتاب کی علمی اور تاریخی اہمیت کے پیش نظر جناب شاہد حسین صاحب رزاقی نے اردو میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ رواں دواں اور شستہ ہے۔ اسلامیانِ پاک و ہند کی دینی اور علمی تاریخ سے باخبر ہونے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

صفحات : ۱۲ + ۴۲۷ قیمت : ۱۴/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور۔